جدید انکشافات اور مذہب

جناب ریاض الحسن نوری

ہو سکتا ہے کہ بعض مغرب زدہ افراد جو یورپ کی مشینوں کو دیکھ کر مسحور ہو چکے ہیں۔ یہ کہیں کہ مذکورہ بالا آراء یا اسی قسم کی دوسری آراء محض بعض افراد کی ذاتی آراء ہیں۔ اس اعتراض کے مدنظر اب ہم ایسی کتاب کا حوالہ دیں گے جو انگلینڈ کی سرکاری مرکزی صحت کی کونسل کیطرف سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب بڑے وسیع اور اعلیٰ پیمانے پر تحقیق کے بعد شائع ہوئی ہے۔ اس تحقیق میں کمپوٹر کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ اور اخراجات نوفیلڈ فاؤنڈیشن نے برداشت کئے ہیں۔

اب مذکورہ ماہرین و محققین کا اجماعی بیان ملاحظہ ہو۔ آپ صاحبان فرماتے ہیں:

Those who are worried about the extent of premarital Sexual intercourse among teenagers must accept that these activities can not be eliminated altogether in the foreseeable future. Murdock (1949), on the basis of evidence compiled from a woldwide sample of 158 societies, found that premarital intercourse was permitted in 70 per cent of them; in the other societies restraints reinforced by disgrace and punishments were not always effective in preventing young peaple from engaging in premarital intercourse. The most effective way to prevent teenage sexual activities would be to decrease

the opportunities by reintroducing ideas like chaperonage of girls and further segregation of the sexes. Descriptions of a Chinese school (Huang, 1964) and of family life in the Soviet Union (Mace, 1963) make it clear that adolescent immorality can be reduced if not eliminated. But if this is what is required, we shall also have to accept a measure of communist discipline and a reduction in personal freedom.

PAGE. 233

ترجمہ :- نوعمری کی جنسی حرکات کو روکنے کا سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ مواقع کم دئے جائیں یعنی لڑکیوں کی نگرانی کے متروکہ طریقوں کو دوبارہ رائج کیا جائے اور دونوں جنسوں (یعنی لڑکے لڑکیوں) میں مزید علیحدگی اور دوری پیدا کی جائے[1] (FURTHER SEREGATION OF SEXES)

چینی اسکول کی تفصیلات (ہوینگ ۱۹۶۴) اور سویٹ یونین میں خاندانی زندگی کے ذکر (میس ۱۹۶۳) سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوعمری کی بدچلنی اگر بالکل ختم نہیں تو کم کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر ہمیں ایسا کرنا ہے تو ہم کو کمیونسٹ قسم کا سخت نظم اختیار کرنا پڑیگا۔ اور فرد کی آزادی میں بھی کمی کرنی پڑے گی۔

سوشل سامراج یعنی ظلم کی معراج

برٹرینڈ رسل اپنی خودنوشت سوانح میں لینن کے دور حکومت میں روس کا سفر کرتے ہوئے لکھتا ہے :

"جہاں تک میرا تعلق ہے، میں نے جو وقت روس میں گذارا ہے وہ ایک ایسا ڈراؤنا خواب تھا جو اپنی خوفناکی میں وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ خوفناک ہوتا رہا۔ میں پیشتر بھی ان حقائق کا اظہار کر چکا ہوں جو روس کے سفر کے دوران میں مجھ پر کھلے مگر میں نے اس انتہائی خوف اور دہشت کا ذکر نہیں کیا جو سفر کے دوران مجھ پر طاری رہی۔ ظلم، غربت، بے اعتباری اور جبر و تشدد اس ہوا میں رچے بسے تھے جس میں ہم سانس لیتے تھے۔

---

[1] یعنی مخلوط سوسائٹی اور اختلاط کے مواقع کم کر دئے جائیں۔

[2] THE SEXUAL BEHAVIOUR OF YOUNG PEOPLE

by MICHAEL SCHOFIELD A PELICAN BOOK

PAGE. 233

۔۔۔۔منافقانہ طور پر برابری کی باتیں کی جاتی تھیں[۱] ۔۔۔۔ پیٹرو گراڈ میں ایک موقع پر چار بدحال نحیف ولاغر (SCARE CROWS) مجھ سے ملنے آئے ۔ یہ چاروں چیتھڑوں میں ملبوس تھے ۔ ان کے ناخن گندے تھے ۔ بال بکھرے ہوئے تھے اور کوئی دو ہفتوں سے وہ ڈاڑھی نہیں مونڈ پائے تھے ۔ ان میں سے ایک کو حکومت نے اوزان شعر پر لیکچر دے کر اپنی روزی کمانے کی اجازت دے دی تھی[۲] مگر اس کو یہ شکایت تھی کہ اسکو کہا جاتا ہے کہ اس مضمون کو مارکسی نکتہ نگاہ سے پڑھاؤ ۔ مگر یہ بات اسکی سمجھ سے بالاتر تھی کہ شعر کے وزن کے علم میں مارکس کا کیسے دخل ہو گیا ۔

پیٹرو گراڈ کی ریاضی کی سوسائٹی کے لوگ بھی اسی طرح کی حالت زار میں تھے ۔۔۔۔ میں نے انگلینڈ میں کبھی کسی بدحال آوارہ گرد (TRAMP) کو بھی ان ریاضی دانوں جیسی حالت زار میں نہیں دیکھا تھا ۔ KROPOTKIN سے ملنے کی اجازت مجھے نہ ملی اور وہ زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا ۔۔۔۔ مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ تمام چیزیں جنکو کہ میں انسانی زندگی میں عزیز سمجھتا ہوں ان کو ایک تنگ نظر فلسفہ کی خاطر قربان کیا جا رہا ہے ۔ اور اس عمل میں کروڑوں انسانوں کو ناقابل بیان مصیبت اور بدحالی سے دوچار کیا جا رہا ہے ۔۔۔۔ بالشویکوں کے اجتماعی پیداوار کے طریقے مضحکہ خیز تھے ۔ دن کا (MAIN) بڑا کھانا ، سہ پہر کے وقت ۵ بجے کھلایا جاتا تھا ۔ اس میں اور اجزاء کے علاوہ مچھلیوں کے سر بھی ہوتے تھے ۔ مجھے کبھی یہ نہ پتہ چل سکا کہ ان مچھلیوں کے جسم کہاں جاتے ہیں ۔ اگرچہ میرا خیال ہے کہ ان کے جسم سرکاری وزارتوں کے لوگ کھا جاتے ہوں گے ۔[۳] ماسکو کا دریا مچھلیوں سے پُر تھا ۔ مگر عوام کو

---

[۱] گویا کہ بقول اقبالؒ ـــ پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات ۔

[۲] گویا کہ دوسروں کو اپنی روزی کمانے کی بھی اجازت نہیں تھی ۔ یہ اس لینن کے دور کا حال ہے جو سوشلزم کا سنہری دور سمجھا جاتا ہے ۔ جس شخص کے مثالی محب انسان ہونے پر دنیا کے سوشلسٹ متفق ہیں ۔

[۳] مطلب یہ کہ مچھلیوں کا سارا گوشت تو سرکاری افسران اور ان کے حاشیہ نشین کھا جاتے ۔ باقی عوام کی قسمت میں ایسا شوربا آتا جو محض سروں پر مشتمل ہوتا تھا ۔

مچھلیاں پکڑنے کی اجازت نہ تھی۔ کیونکہ کوئی اپ ٹو ڈیٹ میکانکی طریقہ ایسا دریافت نہیں ہوا تھا۔ جو کانٹے اور چھری والے طریقے سے بہتر ہو۔ ماسکو کا شہر تقریباً بھوکوں مر رہا تھا مگر خیال یہ کیا جاتا تھا کہ مچھلیوں کے سر جو مچھلی پکڑنے والے جہازوں سے پکڑے جاتے ہیں وہ مچھلیوں کے ان جسموں سے بہتر ہیں جو دقیانوسی طریقے سے حاصل کئے جائیں۔،،

حضرت عمرؓ نے قحط کے زمانے میں خود گوشت، گھی، وغیرہ کو بالکل ترک کر دیا تھا۔ اس سال مویشیوں کی زکوٰۃ وصول نہ کی۔ (اگلے سال اکٹھی وصول کی اور ایک سال کی زکوٰۃ وہیں غریبوں میں تقسیم کر دی گئی۔) اور ایک حدیث نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے ملک میں چوری کے لئے ہاتھ کاٹنے کی سزا معطل کر دی تھی۔ دوسروں کو روزانہ اونٹ ذبح کر کے کھلاتے اور خود محروم رہتے۔ اس کے برعکس لینن نے قانون بنا دیا کہ کاشت کار اپنی فصل سے بھی اپنے لئے گندم رکھے گا تو گولی مار دی جائے۔ یہ ہیں تفاوت رہ از کجا تا بکجا۔

برٹرینڈ رسل صاحب مزید لکھتے ہیں:-

"——— راستے میں سٹیشنوں پر ہمیں پلیٹ فارموں پر سپاہی بھرے ہوئے ملتے اور PLEBS یعنی عوام کو اچھوت سمجھ کر ہماری نظروں سے دور رکھا جاتا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں ایک عظیم فوجی حکومت کی شان و شوکت میں رہ رہا ہوں۔۔۔ کیا بھوک اور غربت ضروری انسان کو عقلمند بنا دیتے ہیں۔۔۔ میں اس پر ایمان نہیں لا سکتا کہ عوام کو جبری مشقت اور محنت کشی کے نظریہ سے خوشی سے دوچار کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔ آخر کار میں یہ سوچنے لگا کہ تمام سیاست ایک شیطانی ہنسی ہنسنے والے ابلیس کی پیداوار ہے جو تیز طرار لوگوں کو یہ سکھاتا ہے کہ کسطرح نیاز مند آبادیوں کو فرمانبردار بنا کر انکو اذیتیں پہنچائی جائیں اور اپنی جیب کو گرم کیا جائے، یا کرسی اقتدار کو مضبوطی سے قائم رکھا جائے۔

I began to feel that all politics are inspired by a grining devil, teaching the energetic and quick witted to torture Submissive populations for the profit of pockit or power or heavy.

سفر کے دوران ہمیں وہ کھانا کھلایا جاتا تھا جو کسانوں سے ان افواج کے ذریعے چھینا جاتا تھا جنکو کہ خود کسانوں کی اولاد میں سے بھرتی کیا جاتا تھا [1]۔۔۔۔ لینن جس سے

[1] یہ ستم بالائے ستم ہوتا تھا کہ باپ کو بیٹے کے ذریعہ لوٹا کھسوٹا جاتا اور اذیت پہنچائی جاتی تھی۔ لیکن قدرت نے کمیونسٹوں کو اس کا بھی بدلہ دیدیا۔ مثلاً سٹالن کی بیٹی نے لینن اور سٹالن کے مظالم کو دنیا کے سامنے طشت از بام کر کے رکھ دیا ہے۔

میں نے آدھ گھنٹہ بات کی اس نے مجھے سخت مایوس کیا۔ میں اسے کوئی بڑا آدمی نہیں خیال کر سکتا۔۔۔ مگر گفتگو کے دوران مجھے اسکی محدود عقل اور ظالمانہ طینت کا احساس رہا۔ اسکی تفصیل میں اپنی دوسری کتاب میں بیان کر چکا ہوں۔۔۔۔ روس کو دیکھنے سے مجھے ایسا صدمہ پہنچا جو میری قوت برداشت سے باہر تھا۔" لہ

مارکس کے متعلق رسل کا قول فیصل مزید برٹرینڈ رسل لکھتا ہے:

"مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ سویٹ گورنمنٹ ہٹلر کی حکومت سے بھی بدتر ہے۔ اور اس کا باقی رہنا ایک بڑی بدقسمتی ہوگی۔۔۔۔ مارکس بھی نطشے کی مانند انتشار کا پیغمبر ہے اور افسوس ہے کہ سوشلسٹوں میں یہی مقبول ہوا۔" ٢ہ

ناظرین غور فرمائیں کہ مارکس اور ان کے نظریہ کے عملی نفاذ کے علمبردار یعنی لینن اور سویٹ روس کے متعلق۔ رائے، بھٹو، بھاشانی، مجیب، قصوری وغیرہم کے ہیرو اور ان سیاسی لیڈروں کے نزدیک انسانوں کے سب سے بڑے دوست اور HUMANIST کی رائے کیا ہے۔؟

پاکستانی سوشلسٹ کی شہادت مشہور سوشلسٹ وارث میر صاحب نے ماہنامہ نصرت میں برٹرینڈ رسل پر ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔ "برٹرینڈ رسل شروع سے ایک مثالی سوشلسٹ نظام کا خواب دیکھتے رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے سوشلسٹ نظام کا جو حشر روس میں دیکھا ٣ہ اس سے بہت دلگیر ہوئے۔ برٹرینڈ رسل سوشلزم میں وہ جمہوریت اور آزادی تحریر و تقریر نہ دیکھ سکے۔ جو ان کے فلسفیانہ ذہن میں موجود تھی۔ چنانچہ اس لحاظ سے وہ روسی سوشلزم کو قابل نفرت سمجھتے ہیں کہ اس میں آزادی مفقود ہے۔ لوگوں کو آزادانہ اظہار خیال کی اجازت نہیں اور نہ ہی وہ آزادی سے علم حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔۔ ان کے نزدیک یہ دعویٰ غلط ہے کہ فلسفہ مغرب سے شروع ہوا۔ اور مغرب ہی میں پروان چڑھا۔ حالانکہ مشرقی فلسفیوں کا کردار بہت اہم ہے۔ برٹرینڈ رسل کے نزدیک مستقبل کے انسان کو جو سب سے بڑا خطرہ لاحق ہے، وہ ذہنی غلامی کا ہے۔ مادی ترقی کے ساتھ ساتھ اگر انسان اپنی زندگی کو مصنوعی بناتا چلا گیا تو فرد کی حیثیت ختم ہو جائے گی۔ اس بات کا خطرہ ہر وقت موجود ہے کہ حیات انسانی کو اس قدر منظم کر دیا جائے کہ اس سے خوشی اور مسرت یکسر مفقود ہو جائے۔ انسان مٹی کا کھلونا بن جائے۔ انتظامیہ عام شہریوں کو جس طرز پر ڈھالنا چاہے گی۔ وہ ویسا ہی نصاب

لہ صفحات ۱۴۵ تا ۱۴۸ محولہ بالا ٢ہ صفحات ۳۶۵ تا ۳۶۶ محولہ بالا۔

٣ہ برٹرینڈ رسل جب روس گئے تھے تو اس وقت لینن برسر اقتدار تھا۔

تعلیم مقرر کر کے ذہنی طور پر ان کو اس سانچے میں ڈھال دے گی اور ساری قوم کو ذہنی غلامی کا شکار بنا سکے گی۔" [1]

مذکورہ بالا بیان سے ناظرین پر منکشف ہو گیا ہوگا کہ خود سوشلسٹ جریدے نصرت کے ایک صحافی کی نظر میں اور برٹرینڈ رسل کی نظر میں بعض حکومتیں عوام کو روٹی کا لالچ دیکر کسطرح سے تعلیم اور پروپیگنڈہ کے ذریعے ذہنی غلام بنانا چاہتی ہیں۔

نہ صرف غیر مسلم بلکہ مسلمان بھی جب وحی الٰہی سے منہ موڑ لیتا ہے تو وہ خدائی امداد سے محروم ہو جاتا ہے اور اپنے ہی بنائے ہوئے جال میں خود گرفتار ہو جاتا ہے۔

راہ نجات | حدیث میں بھی مسلمانوں کی ذہنی غلامی کی پیشین گوئی کی جا چکی ہے۔ اور علاج بھی تجویز کیا جا چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مشہور ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ تم بھی اگلی امتوں کی چال پر چلوگے اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہیں تو تم بھی گھسوگے۔

لو دخلوا جحر ضب لاتبعتموهم

آج کل کبھی مسلمان قومیں انگلینڈ اور امریکہ کے سرمایہ دارانہ نظام کی پیروی کرتی ہیں تو کبھی یہودیوں کے سوشلزم کیطرف لپکتی ہیں۔ حالانکہ حضورؐ نے واضح کر دیا تھا کہ اختلاف کے موقع پر تم سنت کو اپنے اوپر سختی سے لازم کر لینا۔

اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان امر علیکم عبد حبشی فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء المھدیین الراشدین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔

(بحوالہ احمد۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ المستدرک۔ کنز العمال۔ صفحہ ۱ : ۱۵۴)

یورپ میں بجلی کے سیل کے رائج ہونے سے دو ہزار سال پہلے عراق میں حضرت ابراہیمؑ کے دور میں بجلی کا سیل استعمال ہوتا تھا۔ [2] قدیم زمانے اور دور وسطےٰ میں مسلمان سائینسی علوم میں تمام دنیا سے آگے تھے۔ مامون رشید کے زمانے میں زمین کا محیط مسلمانوں نے ناپا تھا۔ آج بھی سائینس دانوں کا حساب

---

[1] دیکھئے صفحات ۳۸ تا ۴۰ "نصرت" لاہور بابت مارچ ۱۹۶۷ء جسکے مدیر اسوقت حنیف رامے صاحب تھے۔

[2] BIRTH AND DEATH OF THE SUN. by George Gamow

تقریباً اسی کے مطابق ہے۔ افسوس کہ مسلمان سائنسی علوم سے تغافل برت رہے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن حیث وجدھا فھو احق بھا۔ (ترمذی) یعنی حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں وہ اسکو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

مسلمانوں کی سیاسی برتری ختم ہونے اور ذہنی غلامی میں مبتلا ہونے سے ظاہر ہے کہ دورِ فتن اپنی بدترین صورت میں نمودار ہو چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دورِ فتن کے متعلق فرمایا ہے۔

واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس فتنہ سے بچنے کی پوری کوشش کی جائے جو محض ظالموں پر ہی ہاتھ صاف نہ کرے گا۔ اور یہ بھی جان لو کہ قدرتی ردعمل بہت شدید اور خطرناک ہوتا ہے کشتی میں اگر چند لوگوں کو سوراخ کرنے سے نہ روکا جائے تو سب ہی لوگ ڈوبتے ہیں۔

پس آج محض گھر میں بیٹھ کر نیکی کرنے کا دور نہیں ہے بلکہ فسق و فجور اور غیر اسلامی نظریات کے خلاف جد و جہد یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل کرنا پہلے سے اب کہیں زیادہ ضروری ہو گیا ہے۔ بلکہ اب اس کے سوا بقا ہی نہیں ہے۔ ورنہ ظالموں کے ساتھ ساتھ وہ مسلمان بھی پس جائیں گے جو اگرچہ ظالم نہیں لیکن انہوں نے ظلم کو روکنے کی پوری کوشش نہیں کی۔ نیک لوگوں کی اولاد کو ہم آج بھی بگڑتا ہوا دیکھ رہے ہیں آجکل لوگ صرف اقتصادی ظلم کو تو ظلم سمجھتے ہیں اور کسی بات کو ظلم نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم۔ یعنی شرک بیشک عظیم ظلم ہے۔ اس کے علاوہ جو شخص خود اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے۔ وہ سب سے بڑا ظالم ہوتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیماً۔

خودکشی کرنے والے کے متعلق احادیث میں سخت وعید آئی ہے۔ اسی طرح جو شخص لوگوں کا مال چھین کر یا نماز ترک کر کے یا سگریٹ نوشی کر کے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ وہ بھی بڑا ظالم ہے۔

(باقی آئندہ)

لہ آجکل جہالت انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی خودکشی کر لیتا ہے۔ تو اسکو ہیرو قرار دیدیا جاتا ہے۔ امریکہ میں ہر منٹ میں کوئی نہ کوئی ضرور خودکشی کرتا ہے یا اسکی کوشش کرتا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے آخری صفحہ

CLUES TO SUICIDE with forward by KARL A. MENNINGER

مطبوعہ امریکہ۔

جدید تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ خودکشی کا بے روزگاری اور افلاس کے ساتھ مثبت ترکیا منفی تعلق ہے۔ یعنی مقابلتاً مفلس اور بے روزگار اشخاص خودکشی شاذ و نادر ہی کرتے ہیں۔

THE CRIME PROBLEM. by W.C. RECKLESS.
PAGE. 269

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED